نعلین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا چور کب گرفتار ہوگا ؟؟؟

آثارِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتیں

از افادات
محقق العصر حضرت علامہ
مفتی محمد خان قادری مدظلہ العالی

مرتبہ
منظور حسین اختر

تحفظ ناموسِ رسالت محاذ

لسان العرب میں ابن منظور نے لفظ ''النبی'' کے تحت ایک مفہوم یہ بیان فرمایا ہے کہ النبی: المرُتفعَ اور المرُتفع۔ یعنی نبی وہ ہوتا ہے جوخود بھی بلندرتبے والا ہواور جس کو چاہے اسے بلندرتبہ عطا کرنے والا بھی ہو۔یعنی جس چیز کو نبی سے نسبت حاصل ہوجائے وہ بھی بلند مرتبت ہوجاتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام کو آقا حضور ﷺ سے گہری نسبت ہونے کی بدولت وہ بلند مرتبہ عطا ہوا کہ کروڑوں ولی، قطب، غوث، ابدال اکٹھے ہوجائیں کسی ایک صحابی کے برابر نہیں ہوسکتے بلکہ حضور ﷺ نے فرمایا ''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم احد پہاڑ کے برابر سونا صدقہ کروتو تم صحابہ کے ایک مُد یا اس سے آدھا صدقہ کے ثواب کو بھی نہ پاسکو گے۔ (بخاری ومسلم) یہ ساری عظمتیں نسبتِ مصطفےٰ ﷺ کی مرہون منت ہیں۔اور یہ نسبت کا فیضان ہی تو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا محبوب! میں تو مکہ کی بھی قسم اسی لئے کھاتا ہوں کہ تو اس میں تشریف فرما ہے(سورہ بلد) یہی نہیں اللہ کریم نے کسی چہرے کی قسم نہیں کھائی۔اور اگر کھائی ہے تو ''رخِ والضحیٰ'' کی۔کسی حسین سے حسین زلف کی قسم نہیں اٹھائی، اگر قسم اٹھائی ہے تو ''والیل اذا سجیٰ'' کی۔کسی کے انداز تکلم نے اللہ کریم کو نہیں لبھایا، لیکن اس بے نیاز خدا نے ''وقیلہ'' فرما کر محبوب کی گفتار کی بھی قسم اٹھائی اور زمانے سارے، ہی اللہ کریم نے پیدا فرمائے، آدم علیہ السلام سے پہلے سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک تمام زمانوں کی خالق وہی ذات کریم ہے لیکن اس نے کسی زمانے کی قسم نہیں اٹھائی، ہاں اٹھائی ہے تو ''والعصر'' کہہ کر محبوب ﷺ کے زمانے کی قسم اٹھائی۔اس خالق کائنات کے سامنے کتنی عظیم شخصیات نے عمریں گزاریں۔تمام انبیاء واولیاء وصلحاء سب کی عمریں گزریں، لیکن خدا نے ''لعمرُکَ'' فرما کر واضح کیا کہ جس عمر مبارک کو محبوب سے نسبت ہے وہ عمر بھی ہمیں پیاری ہے۔گویا ہر وہ شے جسے محبوب کریم سے نسبت ہو وہ رب کریم کو بھی پیاری ہے اور رب کریم کو ماننے والے مسلمانوں کو بھی پیاری ہے۔یہی وجہ ہے کہ آقا حضور نبی کریم ﷺ سے نسبت رکھنے والے تبرکات ہر زمانے میں محفوظ رہے اور عاشقان مصطفےٰ ﷺ ان تبرکات کو جان سے زیادہ عزیز رکھتے۔اور یہ تو سب پر عیاں ہے کہ صحابہ کرام آقا حضور ﷺ کے بال مبارک، لعاب مبارک، خون مبارک، حتیٰ کہ بول مبارک کی عظمت جانتے تھے اور انھیں جان سے زیادہ عزیز رکھتے۔آئندہ صفحات میں یہ واضح ہوجائے گا کہ کس طرح صحابہ کرام نے تبرکات نبوی کی حفاظت کی اور وقت وصال بھی ان کے متعلق وصیتیں فرمائیں اور ہمیں یہ عقیدہ دیا کہ ''اگر بگڑی بنے گی تو انھی تبرکات کی وجہ سے بنے گی۔''

حضور نبی کریم ﷺ کے تبرکات شریف میں نعلین شریف کا ایک ممتاز مقام ہے۔اور جنھوں نے حضور ﷺ کے نعلین سے محبت کی ان میں سے سرفہرست حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے اسماء ہیں بلکہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا لقب ہی ''صاحب نعلین مصطفےٰ ﷺ'' ہے، کہ جب بھی حضور ﷺ نعلین شریف اتارتے آپؓ انھیں جلدی سے اٹھا کر تھیلے میں ڈال دیتے اور ان کی حفاظت فرماتے اور اس محبت اور حفاظت کا انعام اللہ کریم نے انھیں یوں دیا کہ انھیں ''حبر الامہ'' اور ''معلم امت'' کا لقب عطا ہوگیا اور حضور ﷺ نے قرآن سیکھنے کے متعلق جن چار صحابہ کے نام ارشاد فرمائے ان میں سے ایک نام حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا بھی ہے۔گویا نعلین کی حفاظت کا انعام، علم کی صورت میں ملا اور وہ بھی قرآن کا علم۔اور یہ تو دنیا کا انعام تھا نہ جانے آخرت میں کیا بلند رتبہ ملا ہوگا۔

31 جولائی 2002 پاکستانی تاریخ کا وہ سیاہ دن ہے جب بادشاہی مسجد میں زیارت کے لئے رکھے گئے نعلین

مصطفےٰ ﷺ کا ایک حصہ چوری ہوگیا (ایک نعل مقدس)۔ اوراس سے آگے کیا لکھیں کہ دل غم سے پھٹا جارہا ہے، جذبات قابو سے باہر ہورہے ہیں، آنکھیں خون برسارہی ہیں، دماغ صدمے سے نڈھال ہورہا ہے، اگر قلم کی زبان ہوتی تو یقیناً ''چوری'' کا لفظ لکھتے ہوئے چیخ اٹھتا۔ یہ داستان غم سیاہی کی بجائے آنسوؤں سے رقم ہوتی۔ ان صفحات پر ٹکڑوں کی صورت میں دل بکھرا ہو نظر آتا۔ ہاں ہاں!!! ہر شے نوحہ کناں ہے۔ ہر دل مغموم ہے۔ ہر آنکھ اشکبار ہے۔ ہر دماغ پریشاں ہے۔ کہ ہم سے ہماری متاع چھن گئی۔ ہماری دولت لٹ گئی۔ ہماری ثروت کھوگئی۔ گویا ہم آسمان سے زمین پر پٹخے گئے۔ گویا ہماری رفعتیں پستی میں بدل گئیں۔ ہمارا سب کچھ ہی تو لٹ گیا۔ یہ اونچی اونچی بلڈنگیں، یہ سرسبز باغات، یہ شیشے جیسی شاہراہیں، یہ خوبصورت گھر، یہ سب کسی کام کے نہیں۔ اگر ہمارے پاس ہمارے نبی ﷺ کے نعلین نہیں۔ ہاں ہاں خدا کی قسم!!! ہم سے سب کچھ لے لو، ہم گھر لٹانے کو تیار ہیں۔ ہم اولاد قربان کرنے کو تیار ہیں۔ " **فداک ابی و امی یارسول الله** ﷺ" ہم تو مصطفےٰ کریم کے نعلین شریف پر ماں باپ بھی قربان کرتے ہیں۔ خدارا! ہم سے سب کچھ لے لو۔ مگر ہمیں ہمارے پیارے ﷺ کے نعلین واپس کردو۔ کہ ان کے سوا ہمارا رہا ہی کیا؟ صاحبو! کبھی محبت بھی بیچی جاتی ہے؟ کبھی پیار بھی فروخت کیا جاتا ہے؟ کبھی یاد محبوب بھی سر بازار بکتی نظر آتی ہے؟ نہیں نہیں۔ ایک محب کے پاس سوائے محبوب کی یاد کے اور ہوتا ہی کیا ہے؟ وہ تو زندگی ہی اسی سہارے پہ گذارتا ہے۔ وہ تو رات کی تنہائیاں، ذکر محبوب کی انجمن میں گذارتا ہے۔ ایک محب کیسے برداشت کرے گا کہ محبوب سے منسوب کوئی شے دور ہو جائے۔ وہ تو اسے دیکھ کر تسکین حاصل کرتا ہے۔

نعلین پاک کے متعلق ہی تو مولانا حسن رضا خان بریلوی ؒ نے فرمایا تھا کہ

؎ جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور ﷺ تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں!

گویا آج ہمارے سر سے ہمارا تاج اتر گیا۔ ہماری تاجداری ختم ہوگئی۔ ہم کیوں نہ روئیں؟۔ ہمارا جگر کیوں نہ پھٹے؟۔ ہم یہ کیسے برداشت کریں؟؟؟ ہاں ہاں! یہ کوئی معمولی شے نہیں۔ یہ تو نعلین مصطفےٰ ﷺ تھے۔ جن کو اٹھا کر حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ جیسے صاحب علم فخر کرتے تھے، ان کی حفاظت کرتے تھے، گویا نعلین شریف کی حفاظت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی سنت ہے۔ یا خدا! ہماری غلطیوں کو معاف فرمادے، تیرے محبوب کے نعلین کی حفاظت میں ہم سے جو کوتاہی ہوئی۔ مولا! ہمیں معاف فرمادے۔ ہمیں علم ہوتا تو اس کے گرد پہرہ دیتے۔ دن رات سینے سے لگائے رکھتے۔ مگر، مگر۔ ہمیں کب علم تھا۔ ہم تو حکومت پر مطمئن تھے۔ مولا! ہماری متاع ہمیں واپس کردے۔ ہمیں محبوب کی یاد سے محروم نہ کر، اے رب قدیر! تو قادر ہے، تو علیم بذات الصدور ہے، ہم کمزور ناتواں ہیں۔ ہماری مدد فرما۔ ہماری مدد فرما۔ ہماری مدد فرما۔ یا مولا کریم!۔

زیر نظر صفحات میں صحابہ و آئمہ امت کے حوالے سے تبرکات نبوی ﷺ اور خصوصاً نعلین شریف کے متعلق چند روایات نقل کی گئی ہیں تاکہ ہم پر تبرکات شریفہ اور نعلین مقدسہ کی فضیلت واضح ہو۔

ڈاکٹر منظور حسین اختر

سیدنا ابو بکر صدیقؓ کی نسبتِ مصطفےٰ ﷺ سے محبت:۔

مجھے انہیں ہاتھوں سے غسل دینا:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بیان ہے جب حضرت ابو بکرؓ کے وصال کا وقت آیا تو آپ نے مجھے بلایا۔ اور یہ وصیت کی کہ مجھے اپنے ان ہاتھوں سے غسل دینا جن سے رسول اللہ ﷺ کو دیا تھا

مجھے محبوبِ خدا کے پہلو میں دفن کرنا:

ابن سعید حضرت عروہ اور قاسم بن محمدؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وصال کے وقت آپ نے اپنی بیٹی ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ کو وصیت فرمائی کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں دفن کرنا جب ان کا وصال ہو گیا تو ان کی قبر اس طرح تیار کی گئی کہ ان کا سر رسول اللہ ﷺ کے کاندھے مبارک کے برابر تھا۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنی بیٹی ام المومنین سیدہ عائشہؓ کو یہ وصیت فرمائی مجھے آپ ﷺ کے پہلو میں دفن کرنا جب ان کا وصال ہوا تو ان کی قبر اس طرح بنائی گئی کہ ان کا سر رسول اللہ ﷺ کے کاندھے کے برابر تھا (تاریخ الخلفاء ۸۵)

حضرت علیؓ کی تبرکات مصطفےٰ ﷺ سے محبت:۔

میرے کفن و جسم کو یہ خوشبو لگانا:۔

حضرت ابو وائل، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ ان کے پاس خوشبو تھی فرمایا اس کے ساتھ کفن کو معطر کیا جائے اور ساتھ فرمایا یہ حضور ﷺ کے کفن کو لگائی گئی خوشبو سے بچی ہوئی ہے۔ (المستدرک، ۱:۵۱۵)

حافظ ابن اثیر نے یہی وصیت ان الفاظ میں نقل کی ہے۔

حضرت علیؓ کے پاس حنوط رسول ﷺ سے بچی ہوئی خوشبو تھی وصیت کرتے ہوئے فرمایا میرے کفن کو یہی خوشبو لگائی جائے۔

امام بدر الدین عینی نے میت کو خوشبو لگانے پر دلائل دیتے ہوئے اس وصیت کا ذکر بھی کیا ہے۔ ''حضرت علیؓ نے خوشبو لگانے کی وصیت کی اور فرمایا یہ خوشبو رسول اللہ ﷺ سے بچی ہوئی ہے یہی مجھے لگائی جائے۔

اس وصیت کی تفصیل شاہ عبد الحق محدث دہلویؒ یوں فرماتے ہیں

''منقول ہے کہ غسل کے وقت پانی کے قطرات آپ ﷺ کی پلکوں اور ناف میں جمع ہو گئے تھے۔ حضرت علیؓ نے منہ لگا کر انھیں چوس لیا۔ خود فرمایا کرتے تھے کہ میری قوت حفظ اور کثرت علم اس پانی کی برکت سے ہے۔ جب غسل مکمل ہو گیا تو آپ ﷺ کے اعضاء سجدہ پر خوشبو لگائی تین بار کفن کو دھونی دی گئی اس کے بعد جسدِ اطہر کو چار پائی پر رکھا گیا یہ بھی منقول ہے کہ اس خوشبو کا کچھ حصہ حضرت علیؓ نے اپنے بیٹوں کے سپرد کرتے ہوئے بتایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی خوشبو میں سے ہے اسے محفوظ کر لو اور میرے کفن کو اسی خوشبو سے معطر کرنا۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تبرکات نبوی سے محبت:

آپ نے وصال کے وقت دوسری وصیتوں کے ساتھ یہ بھی ارشاد فرمایا" یہ رسول اللہ ﷺ کا مبارک قمیص ہے اس مبارک کرُتے کو میرے سینے پر رکھ کر مجھے دفن کرنا شاید میں اس کی برکت سے عذاب قبر سے نجات پاؤں۔(اتحاف السادۃ المتقین: ۱۰، ۳۳۳)

نوٹ فرمائیں! حضرت عائشہ صدیقہؓ بھی ہمیں یہ عقیدہ دیتی ہیں کہ بگڑی ہمیشہ حضور ﷺ کی نسبت سے ہی بنتی ہے۔

ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی تبرکات نبوی سے محبت:

محمد بن ابراہیم التیمی آپ کے مرض وصال کے احوال میں بیان کرتے ہیں" آپ نے وصیت فرمائی مجھے رسول اللہ ﷺ والی چارپائی پر لے جانا اور اس پر پالکی کی شکل بنالینا۔" (ابن سعد: ۸، ۱۰۹)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی آثار رسول ﷺ سے محبت:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ ان درختوں کو ہمیشہ پانی دیا کرتے تھے جن کے بارے میں یہ علم ہوتا کہ ان کے نیچے سرکار دو جہاں ﷺ تشریف فرما ہوئے پوچھنے پر بیان کرتے یہ اس لئے کرتا ہوں تا کہ میرے آقا ﷺ کی یادیں تروتازہ رہیں۔

"صحیح ابن حبان میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس کیکر کے درخت کی زیارت کے لئے جاتے جس کے نیچے رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہوئے اس کے نیچے بیٹھتے اور پانی دیتے کہ کہیں یہ سوکھ نہ جائے۔" کنز العمال میں ابن عساکر کے حوالے سے حضرت نافعؓ سے یہ الفاظ مروی ہیں" حضرت ابن عمرؓ ان تمام مقامات کی زیارت کرتے جہاں جہاں آپ ﷺ نے نماز ادا کی تھی۔ یہاں تک کہ آپؓ اس درخت کے پاس ہمیشہ جاتے جس کے نیچے رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہوئے تھے اور اسے پانی دیتے تا کہ کہیں یہ سوکھ نہ جائے۔" (کنز العمال، ۱۳: ۸، ۴۷۸، سیر اعلام: ۳، ۲۱۳)

یہاں یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ حضور ﷺ کے وصال کے بعد ہجر و فراق کی وجہ سے ان کے اپنے معمولات زندگی کی عجیب کیفیت تھی۔ حضرت عمرو بن دینار کا بیان ہے مجھے حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بتایا" میں نے وصال حبیب ﷺ کے بعد نہ کوئی تعمیر کی ہے اور نہ ہی کوئی کھجور کا درخت لگایا ہے۔" یعنی ہجر محبوب میں اپنے پودے لگانے تو ترک کر دیئے مگر محبوب کے تبرکات کو تروتازہ رکھنا اپنا مشغلہ بنالیا۔

خادم رسول حضرت انس بن مالکؓ کی آثار شریفہ سے محبت:

حضرت انسؓ کے شاگرد حضرت ثابتؓ البنانی بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت انسؓ کے وصال کا وقت آیا تو انہوں نے مجھے یہ وصیت کی، اے ثابت! یہ میرے آقا ﷺ کے مقدس بال لے لو جب میں فوت ہو جاؤں تو اسے میری زبان کے

نیچے رکھ کر مجھے دفن کرنا۔ "چنانچہ الاصابہ فی تمیز الصحابہ میں مرقوم ہے کہ آپؓ نے فرمایا" میرے آقا ﷺ کا بال مبارک ہے جب میں فوت ہو جاؤں تو اسے میری زبان کے نیچے رکھ دینا میں نے آپؓ کی وصیت کے مطابق وہ بال آپؓ کی زبان کے نیچے رکھ دیا اور آپؓ کو اس حال میں دفن کیا گیا کہ بال آپؓ کی زبان کے نیچے تھا۔" (الاصابہ فی تمیز الصحابہ، ۱:۱۷)

پسینہ محبوب سے کفن کو معطر کرنا:

امام محمد بن عبداللہ انصاری اپنے والد گرامی سے بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت ثمامہ نے حضرت انسؓ سے بیان کیا کہ میری والدہ حضرت ام سلیمؓ آپ ﷺ کا بچھونا بچھاتی آپ ﷺ اس پر قیلولہ فرماتے جب آپ ﷺ سو جاتے تو وہ آپ ﷺ کا پسینہ اور بال مبارک ایک شیشی میں جمع کر لیتی تھیں۔ جب حضرت انسؓ کے وصال کا وقت آیا تو وصیت کی میرے کفن کو حضور ﷺ کے محفوظ پسینہ سے خوشبو لگائی جائے لہٰذا ان کی وصیت کے مطابق پسینہ مبارک کو ہی خوشبو کے طور پر کفن پر لگایا گیا۔ (البخاری۔ کتاب الاستیذان، المسلم۔ باب طیب عرق النبی التبرک بہ) طبقات میں روایت کے الفاظ یہ ہیں "میرے جسم و کفن کو اس خوشبو سے معطر کرنا جس میں آپ ﷺ کا مبارک پسینہ اور بال شریف ہیں۔" (ابن سعد، ۲۵)

امام محمد بن سیرین تابعیؒ اور تبرک نبوی ﷺ سے محبت:

امام محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ میں نے بھی حضرت انسؓ کی والدہ سے مبارک پسینہ کا عظیم تحفہ حاصل کیا۔" میں نے حضرت ام سلیمؓ سے وہ خوشبو مانگ لی انھوں نے مجھے اس میں سے حصہ عطا فرمایا۔ اسی طرح حضرت ایوب کا بیان ہے کہ میں نے مبارک پسینہ امام محمد بن سیرین سے حاصل کیا۔" میں نے وہ پسینہ امام محمد بن سیرین سے طلب کیا تو انھوں نے مجھے حصہ عطا فرمایا جو اب تک میرے پاس محفوظ ہے۔"

معلوم ہوا تبرکات نبوی کو حاصل کرنا اور پھر ان کی حفاظت کرنا شروع سے ہی سلف صالحین کا طریقہ ہے۔

کفن بھی اسی مبارک پسینہ سے معطر ہوا:

فرماتے ہیں "جب امام محمد بن سیرین کا وصال ہوا تو ان کے کفن کو اسی پسینہ مبارک سے معطر کیا گیا۔" (سیر اعلام النبلاء، ۲:۷: ۳۰۷) ابن سعد میں ہے امام ابن سیرین میت کو اسی سے خوشبو لگانا پسند کرتے۔" امام محمد بن سیرین یہ پسند کرتے کہ میت کو اس مبارک پسینہ سے معطر کیا جائے۔" (الطبقات، ۴: ۴۲۸)

حضور علیہ السلام کی چھڑی مبارک میرے ساتھ دفن کرنا:

سنن بیہقی اور ابن عساکر میں امام محمد بن سیرین سے حضرت انس بن مالکؓ کے بارے میں مروی ہے "ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کی مبارک چھڑی تھی جو ان کے ساتھ ان کے پہلو اور قمیضِ کفن کے درمیان دفن کی گئی۔" (کنز العمال، ۱۳، ۲۸۹)

حافظ ابن اثیر آپؓ کے احوال میں تحریر کرتے ہیں "ان کے پاس حضور ﷺ کی مبارک چھڑی تھی وصال کے

وقت فرمایا دفن کے وقت اسے میرے پہلو اور قمیص کے درمیان رکھ دینا۔'' (اسد الغابہ:۱۵۲)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی آثار نبوی ﷺ سے محبت:

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب حضرت معاویہؓ کے وصال کا وقت آیا تو کہنے لگے ایک دفعہ میں صفا کے مقام پر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ ﷺ نے بال مبارک کٹوانے کا ارادہ فرمایا'' میں نے قینچی لے کر آپ کے بال بنائے اور مبارک بال حاصل کر لئے جب میں فوت ہو جاؤں تو ان بالوں کو میرے منہ اور ناک پر رکھ دینا۔'' (تاریخ ابن عساکر: ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان)

ناخن مبارک مصطفوی ﷺ اور حضرت معاویہؓ کی آنکھیں:

اسی طرح حضرت معاویہؓ نے آپ ﷺ کے مبارک ناخنوں کے تراشے پاس رکھے ہوتے تھے ان کے بارے میں وصیت کرتے ہوئے فرمایا'' ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ناخن اور بال کاٹے میں نے انھیں جمع کر لیا۔ جب میں فوت ہو جاؤں تو انھیں میرے منہ اور ناک پر رکھ دینا۔ میں نے ایک شیشی میں آپ کے ناخن آج کے لئے محفوظ کیئے تھے میری موت کے بعد انھیں میری آنکھوں پر رکھ دینا۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ ان کی برکت سے مجھ پر رحم فرمائے گا۔ (تاریخ اسلام للذہبی ۲۔۳۹۳)

توجہ فرمائیے! حضرت معاویہؓ بھی ہمیں یہ عقیدہ دے رہے ہیں کہ تبرکات نبوی ﷺ کی بدولت اللہ کا رحم نازل ہوتا ہے۔

ناخن پیس کر انھیں میری آنکھوں کا سرمہ بنا دینا:

امام شمس الدین محمد بن عثمان الذہبی نے آپؓ کی وصیت یوں بیان کی ہے'' میں رسول اللہ ﷺ کو وضو کروایا کرتا تھا۔ آپ ﷺ نے قمیص مبارک اتار کر مجھے پہنا دیا۔ میں نے وہ قمیص اور آپ ﷺ کے ناخن مبارک محفوظ کر لئے تھے۔ جب میں فوت ہو جاؤں قمیص مبارک کو میرے جسم پر رکھ دینا اور ناخن مبارک کو پیس کر انھیں میری آنکھوں کا سرمہ بنا دینا۔ امید ہے اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے مجھ پر رحم فرمائے گا۔ (سیر اعلام النبلا ،۳:۱۶۰)

ناخن مبارک رکھ کر مجھے سپرد خدا کر دینا:

امام نووی نے آپؓ کی یہی وصیت ان الفاظ میں بیان کی ہے۔'' ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کے ناخن مبارک تھے انھوں نے یہ وصیت کی انھیں پیس کر میری آنکھوں اور منہ پر رکھ دینا اور کہا ایسا کر کے مجھے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے کے سپرد کر دینا۔'' (تہذیب الاسماء واللغات ۲:۱۰۳)

تبرک نبوی ﷺ مرنے کے بعد بھی جدا نہ ہو:

حضرت امام شافعیؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ نے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے بیان کیا کہ'' میں سرور عالم

ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا آپ ﷺ حاجت کے لئے تشریف لے گئے میں پانی کا کوزہ لے کر حاضر ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اپنے جسد اقدس کا ایک کپڑا مجھے پہنا دیا میں نے اس کپڑے کو آج کے دن کے لئے محفوظ کر لیا تھا۔"

امام نووی نے اسے ان الفاظ میں نقل کیا ہے جب حضرت معاویہؓ کے وصال کا وقت آیا تو "انھوں نے وصیت کرتے ہوئے کہا مجھے اس قمیص میں کفن دینا جو مجھے رسول اللہ ﷺ نے پہنائی تھی اور اسے میرے جسم سے ملا کر رکھنا۔ (تہذیب الاسماء ۲:۱۰۳)

امام ابن عبدالبر نے وصیت کے یہ الفاظ ذکر کئے ہیں۔ "اس قمیص کو میرے کفن کے نیچے جسم سے متصل کر کے رکھنا اگر کوئی نفع مند چیز ہے تو یہی ہے ورنہ اللہ تعالیٰ ہی معاف فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے۔" (الاستیعاب ۳:۳۹۹)

حضرت معاویہؓ کے یہ الفاظ ذرا غور سے پڑھیں کہ "اگر کوئی نفع مند چیز ہے تو یہی ہے" گویا ساری دنیا اور اس کے خزانوں میں سب سے زیادہ قیمتی اور فائدہ مند چیز تبرکات نبوی ﷺ ہیں، بدقسمت ہیں وہ لوگ جو انھیں کھو کر اطمینان کی نیند سو رہے ہیں۔

دولت قربان کر کے حضور ﷺ کا تبرک حاصل کرنا:

حضور انور ﷺ نے حضرت کعب بن زہیر بن ابی اسلمی شاعر کو کمال شفقت فرماتے ہوئے جو چادر عنایت کی تھی حضرت معاویہؓ نے اسے ان کی اولاد سے بیس ہزار درہم دے کر حاصل کر لی تھی۔ (السیرۃ الحلبیہ ۳:۳۴۲)

ساری دولت ایک طرف حضور ﷺ کا تبرک شریف ایک طرف:

حضرت معاویہؓ نے حضرت کعبؓ سے کہا تھا کہ وہ چادر جو حضور ﷺ نے انھیں عطا کی تھی وہ انھیں معاوضۃً عنایت کر دیں تو حضرت کعبؓ نے جواب دیا "میں حضور ﷺ کے مبارک کپڑے پر کسی کو ترجیح نہیں دیتا۔"

یہی وہ چادر تھی جس سے خلفا بنوامیہ اور پھر خلفاء بنوعباس تبرک حاصل کرتے اور عیدین کے موقع پر اسے پہنتے۔ (السیرۃ الحلبیہ ۳:۳۴۲)

معلوم ہوا پہلے مسلمان حکمران حضور نبی اکرم ﷺ کے آثار شریفہ کی حفاظت اور ان سے تبرک حاصل کرتے، یہی وجہ تھی کہ مسلمان ساری دنیا پر حکمران تھے، کاش ہم اپنا کھویا ہوا مقام پھر حاصل کر سکیں۔

یارسول اللہ ﷺ مجھے اپنے جسم کے ساتھ مس کرنے والے کپڑے میں کفن دیجیئے!

طبرانی، ایوب مخزومی سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت ولید بن ولید مکہ میں محبوس تھے انھوں نے ہجرت کے وقت سارا مال بیچ دیا اور حضرت عیاش بن ابی ربیعہ اور سلمہ بن ہشام کے ساتھ پیدل ہجرت کی۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا "میری تمنا ہے جب فوت ہو جاؤں تو آپ ﷺ مجھے اپنے مبارک جسم سے مس ہونے والے کپڑے میں کفن دیں۔ جب اس صحابی کا وصال ہوا تو حضور ﷺ نے اپنے قمیص میں کفن دیا۔ (الاصابہ، ۳:۶۴۰)

حضور ﷺ سے ایک صحابی کا کفن کے لئے چادر مانگنا:

حضرت سہل بن سعد الساعدیؓ سے مروی ہے کہ ایک خاتون رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں دھاری دار چادر لے کر حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ میں نے اپنے ہاتھوں سے بُنی ہے اس لئے لائی ہوں تا کہ آپ ﷺ کو اوڑھاؤں۔ آپ ﷺ پہن کر تشریف لائے تو ایک صحابی نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ یہ چادر کتنی خوبصورت ہے آپ مجھے اوڑھا دیں۔ فرمایا ٹھیک ہے آپ ﷺ گھر تشریف لے گئے اور وہ چادر اسے بھجوا دی۔ دیگر صحابہ نے ان پر یہ اعتراض کیا تجھے علم ہے آپ ﷺ کسی سائل کو رد نہیں فرماتے۔ آپ ﷺ کو اس چادر کی ضرورت بھی تھی پھر تُو نے سوال کر ڈالا، ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ اس صحابی نے جواباً عرض کیا" اللہ کی قسم میں نے چادر پہننے کے لئے نہیں لی، ہاں میں نے اس لئے مانگی ہے تا کہ موت کے دن میرا کفن بنے۔" ابن جریر نے اس صحابی کے یہ الفاظ نقل کیئے ہیں" اللہ کی قسم مجھے اس سوال پر صرف اس بات نے ابھارا ہے کہ میں اس چادر سے برکت حاصل کروں جسے رسول اللہ ﷺ نے پہنا اور میں اسے اپنا کفن بناؤں گا۔ (الرسول، ۱۴۹:۱)

حضرت سہلؓ فرماتے ہیں ان کی وصیت کے مطابق وصال کے دن وہی مبارک چادر ان کا کفن بنی۔ (مسند احمد: ۵۔۳۳۴) علماء کے نزدیک یہ صحابی حضرت عبدالرحمن بن عوف یا حضرت سعد بن ابی وقاص ہیں۔

ایک صحابیہ کا آثار شریفہ سے محبت کرنا:

حضرت امیہ بنت ابی الصلت قبیلہ بنو غفار کی ایک خاتون کے حوالے سے بیان کرتی ہیں کہ اس نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے خیبر میں فتح دی اور مالِ غنیمت آیا تو رسول اللہ ﷺ نے یہ ہار جو میرے گلے میں آپ دیکھ رہے ہیں رسول اللہ ﷺ نے عطا فرمایا بلکہ میرے گلے میں پہنایا تھا۔ اللہ کی قسم میں اسے کبھی بھی اپنے آپ سے جدا نہیں کروں گی۔ راوی کا بیان ہے جب ان کا وصال ہوا تو وہ ہار ان کے گلے میں تھا پھر انھوں نے یہ وصیت بھی کی کہ اس ہار کو میرے ساتھ ہی دفن کیا جائے۔

حضرت ابو محذورہ الجمعیؓ اور نسبتِ مصطفےٰ ﷺ کا ادب:

حضرت ابو محذورہ الجمعیؓ کو حضور ﷺ کے مؤذن ہونے کا شرف حاصل ہے۔ حضرت بلالؓ مسجد نبوی کے مؤذن اور یہ حرم کعبہ کے مؤذن تھے۔ انھیں جب حضور ﷺ نے اذان کی تعلیم دی تو ان کے سر کے اگلے حصہ پر آپ ﷺ نے مبارک دست اقدس رکھا۔ احترام نبوی کے پیش نظر زندگی بھر وہ بال نہ منڈوائے اور نہ کٹوائے وہ بال اتنے بڑھ گئے تھے کہ جب بیٹھتے تو بال زمین پر پھیل جاتے۔ لوگ جب پوچھتے! آپ انھیں کٹوا کیوں نہیں دیتے؟ آپ فرماتے رسول اللہ ﷺ نے ان پر اپنا مبارک ہاتھ رکھا تھا موت تو آ سکتی ہے مگر میں انھیں منڈوا نہیں سکتا۔ راوی کا بیان ہے انھوں نے بال نہ منڈوائے حتیٰ کہ ان کا وصال ہو گیا۔ (المستدرک، ۵۸۹:۳)

ابوداؤد میں آپ کے بیٹے سے یہ الفاظ مروی ہیں" ابو محذورہ نے اپنے بال نہ کبھی منڈوائے نہ ان میں مانگ نکالی

کیونکہ ان پر رسول اللہ ﷺ نے دست اقدس رکھا تھا۔ (ابوداؤد: باب الاذان)

حضرت خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ اور آثار نبوی ﷺ:

حضرت خالد بن سعید بن العاص کے بارے میں ہے کہ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں آئے تو انھوں نے انگوٹھی پہنی ہوئی تھی آپ ﷺ نے اس کے بارے میں پوچھا، عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ انگوٹھی بنوائی ہے فرمایا دکھاؤ، انھوں نے پیش کی تو وہ لوہے کی تھی فرمایا اس کا نقش کیا ہے عرض کیا "محمد رسول اللہ"، حضور ﷺ نے وہ انگوٹھی لے کر انھیں پہنائی تو جب موت آئی تو وہ انگوٹھی ان کے ہاتھ میں تھی۔ (المستدرک ۳:۲۷۹)

حضور ﷺ کا عصا مبارک میرے کفن میں رکھ دینا:

مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے بیٹے سے مروی ہے کہ والد گرامی نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے طلب کیا اور فرمایا اطلاع ملی ہے خالد بن سفیان مقام عرنہ پر ہمارے خلاف لڑائی کے لئے لوگوں کو جمع کر رہا ہے تم جاؤ اور اسے قتل کر دو میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اس کا حلیہ بیان کر دیجیئے تاکہ اسے پہچان سکوں فرمایا اس کا جسم زمین کی طرح سخت ہوگا میں تلوار چھپا کر مقام عرنہ پہنچا عصر کا وقت تھا جب میں نے اسے دیکھا تو اسی طرح تھا جیسے رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا تھا اب خوف لاحق ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں نماز ادا کروں تو یہ نکل جائے میں نے رکوع و سجود سر کے اشارے سے کیا اس کے پاس پہنچا تو اس نے پوچھا تم کون ہو؟ میں نے کہا عرب میں سے ہوں سنا ہے تو کسی شخص کے لئے لوگوں کو جمع کر رہا ہے تو میں بھی آ گیا ہوں۔ کہنے لگا ہاں درست ہے میں تھوڑی دیر اس کے ساتھ چلا جب مجھے اس پر قدرت حاصل ہوگئی تلوار سے حملہ کر کے اسے قتل کر دیا جب میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے دیکھتے ہی فرمایا یہ چہرہ کامیاب ہے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں نے اسے قتل کر دیا ہے فرمایا تم سچ کہہ رہے ہو۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے میرے ساتھ چلنا شروع فرمایا حتیٰ کہ آپ اپنے گھر داخل ہوئے پھر اپنا عصا مبارک عطا کیا اور فرمایا اے عبداللہ اسے اپنے پاس محفوظ رکھو۔ میں عصا مبارک لے کر باہر آیا تو لوگوں نے پوچھا یہ عصا تمھارے ہاتھ میں کیسے ہے؟ میں نے کہا مجھے رسول اللہ ﷺ نے عنایت فرما کر کہا ہے اسے اپنے پاس رکھو۔ لوگوں نے کہا کیا ایسا نہیں ہوسکتا تو واپس جا کر آپ ﷺ سے عرض کرے کہ عصا عطا کرنے کی حکمت کیا ہے؟ میں نے واپس حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اس کرم فرمائی کی وجہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:۔ یہ روز قیامت میرے اور تیرے درمیان ملاقات کی علامت ہوگا۔ حضرت عبداللہ نے اس عصا کو اپنی تلوار کے ساتھ محفوظ کر لیا ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے حتیٰ کہ وصال کے وقت وصیت کی اسے میرے کفن میں رکھ دینا پھر تلوار اور عصا ان کے کفن میں رکھ دیئے گئے۔

امام طبرانی نے حضرت محمد بن کعب قرظی کے حوالے سے یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے وہ عصا دیا جس کے ساتھ آپ ٹیک لگایا کرتے تھے اور فرمایا اے عبداللہ! اس کے ساتھ ٹیک لگاؤ یہاں تک کہ تم مجھے روز قیامت ملو وہ عصا ان کے جسم پر رکھ کر کفن دیا اور ان کے ساتھ انھیں دفن کر دیا گیا (۔سیدنا محمد رسول اللہ: ۴۰۰)

نبی کریم ﷺ نے اپنے تبرکات خود بھی تقسیم فرمائے:

آپ ﷺ نے اپنے غلاموں پر یہ کرم بھی فرمایا کہ اپنے تبرکات اپنے چاہنے والوں میں تقسیم فرمادیتے تاکہ محبین ان کے ذریعے برکات حاصل کرلیں اور ان کی زیارت سے اپنے من کی دنیا کو آباد رکھیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ تبرکات نبوی ﷺ سے فیضیاب ہونا درحقیقت حضور انور ﷺ کے حکم کی بجا آوری ہے۔

حضرت انسؓ اس مقدس خیرات کی تقسیم کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ جب آقائے دو جہاں حج کے موقع پر منیٰ تشریف لائے۔ جمرۃ العقبہ کو کنکریاں ماریں اور اس کے بعد قربانی دے کر اپنے خیمے میں تشریف لائے۔ تو آپ نے حجام کو طلب فرمایا حجام نے پہلے آپ کے سر اقدس کی دائیں جانب کے بال تراشے۔ آپ ﷺ نے ابوطلحہ انصاریؓ کو بلاکر ان کو یہ بال عنایت فرمائے۔ پھر حجام نے بائیں جانب کے بال تراشنے کی سعادت حاصل کی۔ آپ ﷺ نے ابوطلحہؓ کو عطا کئے اور فرمایا یہ لوگوں میں تقسیم کردو۔ (بخاری ومسلم)

ساری دنیا ایک طرف، نسبتِ محبوب ﷺ ایک طرف:

صحابہؓ آپ کے تبرکات کو حاصل کر کے محفوظ کر لیتے اور فخر کرتے کہ ان کے پاس سید کونین ﷺ سے منسوب شے ہے۔ مشہور تابعی محمد بن سیرینؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبیدہ سلمانیؒ کو بتایا کہ ہمارے پاس رسالت مآب ﷺ کے مبارک بال ہیں جو ہمیں آلِ انسؓ سے ملے ہیں۔ اس پر حضرت عبیدہؒ نے فرمایا ''میرے پاس آقا علیہ السلام کے ایک بال کا ہونا مجھے دنیا و مافیھا سے بڑھ کر محبوب ہے۔ (بخاری)

تبرکات نبوی ﷺ کی فکر اور حضرت خالد بن ولیدؓ:

جنگ یرموک کے موقع پر حضرت خالد بن ولیدؓ کا مقابلہ ''نسطورہ'' نامی ایک پہلوان سے ہو رہا تھا کہ آپؓ کی ٹوپی زمین پر گر پڑی۔ آپؓ اس کے مقابلے کی بجائے ٹوپی کی طرف لپکے اور رفقاء کو بھی پکار کر کہا کہ خدا تم پر رحم کرے میری ٹوپی مجھے دو۔ اتنے میں بنی مخزوم کی قوم میں سے ایک آدمی نے آپؓ کی ٹوپی پکڑا دی۔ آپؓ نے پہن کر مقابلہ کیا یہاں تک کہ آپ نے نسطورہ کو قتل کر دیا۔ جب جنگ ختم ہوئی تو اہل لشکر نے آپ سے سوال کیا کہ اتنے کڑے وقت میں آپ ٹوپی کی طرف متوجہ کیوں ہوئے؟ اگر وہ اس وقت سر پر نہ بھی ہوتی تو اس سے کیا فرق پڑتا؟ اس پر حضرت خالد بن ولیدؓ نے بیان فرمایا تمھیں کیا معلوم اس میں کیا ہے؟ ''میں نے یہ فکر اپنی ٹوپی کی وجہ سے نہیں کی، بلکہ اس میں رسالت مآب ﷺ کا مبارک بال تھا۔ مجھے خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں اس کی برکت سے محروم نہ ہو جاؤں اور یہ کافروں کے ہاتھ نہ لگ جائے۔ (الشفاء، ۲: ۶۱۹)

حضور ﷺ کے تبرکات کی بے ادبی کفر ہے:

سیدنا علی المرتضیٰؓ سے منقول ہے کہ رسالت مآب ﷺ نے اپنا موئے مبارک ہاتھ میں پکڑ کر ارشاد فرمایا ''جس نے میرے ایک بال کی بھی بے ادبی کی اس پر جنت حرام ہے۔'' (کنز العمال: ۲: ۶، ۲۷) اسی وجہ سے علماء امت نے تصریح کی

ہے کہ جس چیز کی نسبت آپ ﷺ کی طرف معروف ومشہور ہو اس کا احترام لازم ہے۔ حضرت ملا علی قاری شرح شفاء میں لکھتے ہیں ''ان تمام اشیاء کا ادب کیا جائے گا جس کی نسبت آپ ﷺ کی طرف معروف ہے۔''

نسبت کے لئے شہرت ہی کافی ہے:

مندرجہ بالا عبارت پر مولانا عبدالعلیم (والد گرامی مولانا عبدالحئی لکھنوی) حاشیہ میں لکھتے ہیں ''منسوبات کے لئے صرف شہرت ہی کافی ہے اگرچہ اس کا ثبوت نہ ہو۔'' (نور الایمان بزیارۃ آثار حبیب الرحمٰن، ۷۷)

خصوصاً نعلین شریف کے متعلق صحابہ کرام اور بزرگوں کے اقوال

صرف نعلین شریف کے موضوع پر علمائے امت کی تقریباً 50 تصنیفات منظر عام پر ہیں اور ایک مکمل کتاب تو صرف نعلین شریف کے ''تسمہ مبارک'' کی فضیلت پر مبنی ہے۔ علماء مشائخ میں سے جنھوں نے نبی اکرم ﷺ کی نعلین شریف پر لکھا ہے اس میں سے چند قابل ذکر نام مندرجہ ذیل ہیں۔

امام ابوبکر ابن العربی، حافظ ابو الربیع بن سالم الکلائی، الکاتب الحافظ ابوعبد اللہ بن لابار، ابوعبد اللہ بن رشید الفھری، ابوعبد اللہ محمد بن جابر الوادی آشی، خطیب الخطباء ابوعبد اللہ بن مرزوقا التلمسانی، ابن البراء التوسی، الشیخ الوالی الصالح الشھیر ابوالاسحاق ابراہیم بن الحاج اسلمی الاندلسی المغربی ابوالحکم مالک بن المرجل ابن ابی الخصال ابن عبد المالک ابن عساکر بدر فارقی، حافظ عراقی، حافظ امام سخاوی، سیوطی، امام قسطلانی وغیرہ۔

امام نظم ونثر الشیخ فتح اللہ بن الزاھد الورع العابد الشیخ محمود البیلونی کے اس موضوع پر سو سے زائد قصائد ہیں امام احمد المقری نے فتح المتعال فی مدح النعال میں 230 سے زائد قصائد کو جمع کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود اور نعلین نبوی ﷺ:

محمد بن یحیٰ حضرت قاسم سے بیان کرتے ہیں، جب نبی اکرم ﷺ بیٹھتے حضرت عبداللہ بن مسعود کھڑے ہو جاتے اور آپ ﷺ کے نعلین مبارک پاؤں سے اتارتے اور اپنی آستینوں میں چھپا لیتے اور جب آپ ﷺ کھڑے ہوتے تو نعلین پہناتے اور آپ ﷺ کے ساتھ عصا پکڑ کر چلتے یہاں تک کہ آپ ﷺ حجرہ مبارک میں داخل ہو جاتے۔

نعلین شریف کے نقش کی برکات

درد کا فی الفور ختم ہو جانا:

امام ابو اسحاق ابن الحاج یعنی امام ابراہیم بن محمد بن ابراہیم اندلسی سلمیؒ اور ان سے اس کو ابو الیمن ابن عساکر اور دیگر کئی حضرات نے ذکر کیا کہ ہم کو قاسم بن محمدؒ نے خبر دی انھیں ابو جعفر احمد بن عبدالمجید (جو کہ شیخ کامل صالح عالم باعمل اور متقی

ہیں) نے خبر دی کہ میں نے ایک طالب علم کے لئے یہ نقش بنوایا وہ ایک روز میرے پاس آ کر کہنے لگا کہ میں نے گذشتہ رات اس نقش کی ایک عجیب برکت دیکھی میں نے پوچھا تو نے اس کی کون سی برکت دیکھی تو کہنے لگا کہ میری بیوی کے اتفاقاً سخت درد ہوا کہ وہ مرنے کے قریب ہوگئی تو میں نے یہ نقش نعلین پاک اس کے درد والی جگہ پر رکھ عرض کی ''اللھم ارنا صاحب ھٰذا النعل فشفاھا اللہ للحین'' (یاالٰہی مجھ کو صاحب نعلین شریف کی برکت دکھلا تو اللہ تعالیٰ نے اسی وقت شفا عنایت فرمادی)

خزینہ برکات ودافع البلیات:

ابواسحاق ابن الحاج نے یہ بھی بیان فرمایا کہ قاسم بن محمد نے فرمایا کہ اس نقش مبارک کی آزمائی ہوئی برکات میں سے یہ ہے کہ جو شخص اس نقش کو اپنے پاس تبرک رکھے وہ ظالموں کے ظلم سے دشمنوں کے غلبہ سے، شیطان مردود کے شر سے، ظالم سلطان کے ظلم سے اور ہر حاسد کی نظر بد سے امان میں رہے اور اگر کوئی حاملہ عورت اس کو اپنے دائیں ہاتھ میں رکھے تو درد زہ کی شدت سے بفضل الٰہی نجات ہو۔

نظر اور جادو سے نجات:

اور ان برکات میں سے یہ ہے کہ نظر بد اور جادو ٹونہ سے آدمی امان میں رہتا ہے جیسا کہ امام شرف الدین طنوبی کے کلام میں بھی مذکور ہے۔

زیارت رسول ﷺ کا وسیلہ:

اس نقش پاک کو ہمیشہ اپنے پاس رکھنے والے کے لئے بعض آئمہ نے بیان فرمایا کہ اس کو قبول تام حاصل ہو جاتا ہے اور دنیا میں اس کی عزت و وقار بلند ہوتا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس کے حامل کو خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت ہوگی یا پھر وہ گنبد خضریٰ کی حاضری سے مستفید ہوگا (فتح المتعال فی مدح النعال)

حفظ وامان کی ضمانت:

بے شمار علماء نے صراحت فرمائی کہ یہ نقش پاک جس لشکر میں ہو اس کو کبھی شکست نہ ہوگی۔ جس قافلے میں ہو وہ قافلہ لوٹ مار سے محفوظ رہے گا جس گھر میں ہو وہ گھر جلنے سے محفوظ رہے گا اور جس سامان میں ہو وہ سامان چوری نہیں ہوگا اور جس کشتی میں ہو وہ کشتی غرق ہونے سے بچی رہے گی اور جو کوئی صاحب نعل سے کسی حاجت میں توسل کرے وہ حاجت پوری ہو اور ہر مشکل آسان ہو۔ (فتح المتعال فی مدح النعال)

وقار وعزت کا حصول:

امام احمد المقری فرماتے ہیں کہ جو کوئی اس نقش پاک کو ہمیشہ اپنے پاس رکھے وہ اپنی تمام امیدوں اور آرزوؤں کو حاصل کرے گا اور اگر کوئی شخص اس کو تعویذ بنا کر عمامہ میں اس ارادے سے رکھے گا کہ وہ اپنے تمام ہم جنسوں سے ترقی کر جائے

اور کوئی شخص علم میں اس کی برابری نہ کر سکے تو وہ شخص ان امور کو پالے گا۔ اور ہر وہ چیز حاصل کرے گا جس کا وہ طلب گار ہو گا۔ حتیٰ کہ عظیم مرتبہ وغیرہ کا بھی وہ اپنے ہم عصروں سے زیادہ احق ہو گا۔ بشرطیکہ یہ عمل حسن وصدق نیت اور یقین سے کرے تو وہ عزت پائے۔ اگرچہ یہ ایسے امور نہیں جن کی طرف اخیار متوجہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اغیار سے محفوظ رکھے۔ (فتح المتعال فی مدح النعال)

شفائے بیماراں:

امام احمد المقری فرماتے ہیں مجھے ایک ثقہ شخص نے خبر دی کہ اس کو ایک شدید مرض لاحق ہو گیا کہ وہ قریب ہلاکت ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے الہام فرمایا کہ میں نقش نعلین مصطفےٰ ﷺ سے توسل کروں۔ میں نے ایسا ہی کیا اللہ تعالیٰ نے فضل وکرم فرمایا اور مجھے شفا بخش دی۔ خود امام احمد المقری اپنا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ میں جزائر کے سفر میں تھا تو یہ نقش میرے پاس تھا تو ہر مقیم ومسافر میری عزت کرتا تھا اور اماکن شریف کی زیارت کا عزم کیا تو اس کے صدقے سرسبز زمین اور پانی کے چشمے دستیاب ہوئے۔ (فتح المتعال فی مدح النعال)

ابن الرشید نے (ملی العیبیہ) میں مدرسہ اشرفیہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان مدارس میں ایک عمارت بہت بلند وبالا اور خوبصورت ہے اور اس میں نبی اکرم ﷺ کی ایک نعل مبارک ہے اور میں نے تبرک حاصل کرنے اور اپنی بیماری سے شفا حاصل کرنے کے لئے اس کا قصد کیا، پس میں نے اس سے برکت حاصل کی اور وہاں میں نے ایک اور مریض اسی ارادے سے آئے ہوئے پائے جن کا اسم گرامی شیخ زین الدین عبداللہ الفارقی شافعی ہے (فتح المتعال فی مدح النعال)

ساری دولت نعلین شریف پر تصدق:

جامعہ اشرفیہ دمشق کی نعلین شریف کے متعلق لکھتے ہوئے امام احمد المقری فرماتے ہیں کہ اس نعل مبارک کے یہاں پہنچنے کے بارے میں مجھے ابو عبداللہ محمد بن القصاب نے خبر دی کہ اکیس شعبان المکرم ۶۲۷ء کی تاریخ کو یہ نقش مبارک اس نقش سے بنوایا گیا جو کہ شیخ ابو یعقوب الحاسنی" کے پاس تھا اور وہ نقش مبارک اس نعلین مبارک سے بنائی گئی جو حضرت ام المومنین حضرت میمونہ بنت الحارث" کے پاس تھی اور وہ آپ ﷺ کے ترکہ سے حضرت میمونہ" کو ملی تھی۔ تو یہ اسی طرح وراثتاً چلتی چلتی بنوابی الحدید کے پاس پہنچی اور اسی طرح یہ متوارثاً آخر تک آئی تو اس نے اپنی وراثت میں تیس ہزار درہم اور یہ نعل مبارک چھوڑی اور اس کے دو بیٹے تھے تو ایک نے دوسرے سے کہا کہ ہم میں سے ایک آدمی تیس ہزار درہم لے لے اور دوسرا یہ نعل پاک لے لے تو ان میں سے ایک نے تو مال لے لیا جبکہ دوسرے نے وہ نعلین مبارک لے لی اور نعلین شریف لے کر ملک عجم کی طرف چلا گیا اور یہ نعلین مبارک حکمرانوں اور بادشاہوں کے پاس لے جاتا اور وہ اس سے برکت حاصل کرتے حتیٰ کہ وہ واپس اخلاط شہر میں آیا اور اس نعلین مبارک کو الملک الاشرف ابن العادل کے پاس لے گیا تا کہ وہ اس سے برکت حاصل کرے تو بادشاہ نے اس سے ایک قطعہ حاصل کرنے کی بہت کوشش کی اور اس سے کہا کہ تم ایک بزرگ آدمی ہو اس کو اپنے پاس رکھ کر کیا کرو گے؟ مجھ سے اس کے عوض ایک جاگیر لے لو اور یہ نعلین مبارک مجھے دے دو۔ تو بادشاہ الملک العادل الاشرف نے اس شخص

سے یہ نعلین مبارک حاصل کر لی وہ بادشاہ ملک شام کے شہر دمشق میں رہتا تھا اس لئے اس نے یہاں ایک دارالحدیث بنایا اور اس مدرسہ کے لئے بے شمار زمین وقف کی اور قبلہ کی جانب نماز کی ادائیگی کے لئے ایک خوبصورت عالی شان مسجد بنوائی اور مسجد کے محراب کے مشرق میں ایک کمرہ اس نعلین مبارک لئے بنوایا اور اس میں آبنوس کا تابوت بنا کر اس میں یہ نعلین مبارک رکھی۔اس پر چاندی کے کیل لگوائے اور اس تابوت کو چاندی کا تالہ لگوایا اور اس پر تین قسم سبز سرخ اور پیلے رنگ کے غلاف چڑھائے اس پر ایک شخص کو چالیس ناصری درہم وظیفہ کے طور پر دئے جاتے تاکہ وہ اس دروازے کو ہر پیر اور جمعرات کے روز لوگوں کے زیارت کرنے کے لئے کھولے۔(فتح المتعال فی مدح النعال)

ابن الرشید السبتی کہتے ہیں کہ میں جب اپنے شہر سبتہ میں واپس گیا تو میں نے نقش نعلین پاک نظم ونثر کے ماہر اپنے شیخ قاسم التقبوری کو دکھائی تو انھوں نے اس کی شان میں ایک مکمل قصیدہ تحریر فرمایا اس قصیدہ کے چند اشعار کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

۱۔ میں نے اس نعل مبارک کا نقش دیکھا جس نعلین مبارک کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کے مبارک قدم آتے اور جاتے تھے۔

۲۔ اور خیر خلق ﷺ کے آثار مبارک دیکھ وہ ساری مخلوق سے حسین ہیں اور ہر صاحب ہمت کے لئے رحمت و مہربانی کی دلیل ہیں۔

۳۔ پس اللہ کی طرف سے اس نقش کے ساتھ ہر محبت کرنے والے کو خوشخبری ہو اور اس کا منہ اس کے بو سے لینے سے نہ تھکے۔

۴۔ میں نے اپنے اعضاء و جوارح اس کے ساتھ مس کئے اور بے شمار غم والم سے نجات پائی۔

۵۔ اور اپنے نفس سے کہوں کہ اب خوشیاں منا کہ فضل رب سے تجھے بہت بڑی نعمت ملی ہے۔

۶۔ اور اے نقش نعل دیکھنے والے! اس سے خوشیاں حاصل کر اور زندگی تمام آزمائشوں سے پاک گذار۔

۷۔ یہ مجھے کتنی ہی نعمتوں کے بعد حاصل ہوئی ہے اور میں نے اس کے حصول کے لئے بہت اہتمام کیا اور مجھے ملنے کے بعد تمام غموں سے راحت نصیب ہوئی۔

اہل دمشق مصائب کے وقت اس نعل پاک کی طرف رجوع کرتے:

اہل دمشق نزول مصائب کے وقت اس نعل مبارکہ سے شفاعت پکڑتے اور اس کی زیارت کر کے برکت حاصل کرتے۔اہل دمشق کو ایک مرتبہ ناصر محمد بن قلاؤن کے دور میں ایک عظیم سانحہ سے دوچار ہونا پڑا۔جب اس نے اپنے نائب ۔۔۔سیف الدین کرامی کو دمشق کا حاکم بنا کر اہل دمشق پر مسلط کر دیا تو اس نے ڈیڑھ ہزار ایرانیوں کو اہل دمشق پر مقرر کر دیا اور آنے والے ایرانیوں سے اہل دمشق عاجز آگئے۔اور انہوں نے شہر کو بند کر دیا کیونکہ یہ مصیبت اہل بازار اور شہر میں وارد ہونے

والے اوران کے املاک اور چوکوں سب سے نازل ہوئی تھی۔ اور نائب مذکورہ نے یہ حکم نامہ جاری کر دیا تھا کہ بازار، اچواک او ردمشق کی ساری املاک اوراس کے وظیفے ایرانیوں کی تنخواہوں کے لئے ہے تو اہل دمشق اس ظلم پر چیخ اٹھے اور قاضیوں، خطباء اور آئمہ سے شکایت گزار ہوئے کہ تمام لوگ نائب مذکورہ کے پاس جائیں تو جب پیر شریف کا دن جمادی الاولیٰ کی تیرہ تاریخ 711ھ کا دن آیا تو خطیب جلال الدین القزوینی صاحب ''تلخیص المنصتاح والایضاح'' نے ایک ہاتھ میں مصحف مبارک اور دوسرے میں نعل نبی ﷺ کو دارالحدیث اشرفیہ سے پکڑا اور جامع مسجد میں کہ جہاں تمام خطبا جمع تھے تشریف لائے اور باب الفرج سے نکلے اوران کے ساتھ تمام علماء فقہا قراء، موذن، آئمہ اور عامۃ الناس تھے۔ جب وہ نائب کے پاس پہنچے اور استغاثہ پیش کیا۔ جب امام قزوینی نے اس کو سلام کیا تو اس نے کہا کہ تجھ پر سلامتی نہ ہو اور لوگوں میں سے سرکردہ لوگوں کو مارا اور مصحف شریف کو پھینک دیا۔ اور نعل شریف کی بے ادبی کی اور لوگوں نے اس وقت پتھر پھینکے اور جلال الدین القزوینی کو پکڑ کر محل سے لے آئے اور مصحف شریف اور نعل مبارک کو اس سے آزاد کرایا اور دوبارہ شہر میں داخل ہوئے۔ ابھی دس دن ہی گزرے تھے اللہ نے اس نائب کو پکڑ لیا اور وہ نائب الناصر محمد ب قلاوون کے حکم سے قید کر دیا گیا اور اس کو یہ سزا جیسا کہ مشہور ہے مصحف شریف اور نعل نبویہ ﷺ کی بے ادبی کے سبب ملی اور اہل دمشق اللہ تعالیٰ کے اس انتقام سے جو کہ اس نے اس نائب سے لیا، بہت زیادہ خوش ہوئے۔ (فتح المتعال فی مدح النعال)

قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ جس شے کو حضور نبی اکرم ﷺ سے نسبت ہو جائے وہ کس قدر عالی مرتبت ہو جاتی ہے اور کس طرح صحابہ کرام، اولیاء عظام و علماء امت نے ان منسوب اشیاء سے محبت کی خصوصاً نعلین شریف، کہ اکابرین اپنی مشکلات میں ان نعلین پاک یا ان کے نقش سے توسل کرتے۔ تو غور طلب امر یہ ہے کہ ایسی متبرک و عظیم شے سے غفلت کس قدر بڑا جرم ہے چاہئے تو یہ تھا کہ حکمران اس نعلین شریف کے توسل سے ملک پاکستان کی ترقی چاہتے لیکن افسوس کہ ایسی بیش قیمت شے کے کھو جانے پر حکومت کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی، کیا اس سے بڑھ کے بھی دینی بے حسی کا دور ہوگا؟ کیا ہمیں قبر میں مصطفےٰ کریم ﷺ کے سامنے پیش نہیں ہونا؟ کیا بروز حشر مصطفےٰ کریم ﷺ کی شفاعت سے فیض یاب نہیں ہونا اور اگر آقا کریم ﷺ کے بغیر کوئی مسئلہ حل نہیں ہو سکتا اور یقیناً نہیں ہو سکتا تو آج ہم سب کو اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھنا چاہیئے کہ ہم نے اس عظیم سانحہ پر کوئی کردار انجام دیا ہے یا نہیں؟ اگر کل حضور نبی کریم ﷺ نے اس معاملہ کے متعلق استفسار فرمایا تو کیا جواب دیں گے؟ اٹھیئے! نعلین مقدس کی بازیابی کی تحریک میں اپنا فرض ادا کریں تا کہ کل قبر و حشر میں ہم آقا حضور ﷺ کے سامنے سرخرو ہو سکیں۔

نوٹ: اس مقالہ کی تیاری میں محقق عصر مفتی محمد خان قادری کی مندرجہ ذیل کتب سے مدد لی گئی ہے۔

۱۔ خصائلِ نعلین حضور، ۲۔ صحابہ کی وصیتیں، ۳۔ شاہکار ربوبیت۔

لہٰذا تفصیل کے لیے ان کتب کا مطالعہ مفید رہے گا۔